پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی

امیر المؤمنین خلیفۂ بلا فصل رسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

انبیاءکرام علیهم السلام کے بعد سب سے افضل انسان

قسط اول

۱...... آپ کا نام عبد اللہ کنیت ابو بکر اور لقب، صدیق ہے اور عتیق بھی، آپ خاندانِ قریش کی شاخ بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے، آپ کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت (عثمان، عامر، عمرو، کعب، سعد، تیم، مُرہ) پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب (عبد اللہ، عبد المطلب/ شیبہ (عامر)، ہاشم (عمرو)، عبد مناف (مغیرہ)، قصی (زید)، کلاب (حکیم)، مرہ، کعب، لوی، غالب، قریش (فہر) مالک، نضر (قیس)، کنانہ، خزیمہ، مدرکہ (عمرو) الیاس، مضر (عمرو) نزار، معد، عدنان میں شامل ہو جاتا ہے۔

۲. ..... آپ نام کی بجائے کنیت سے معروف ہیں اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کو اسی کنیت سے پکارتے تھے۔

۳...... آپ صدیقہ کائنات ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں جائی بہن، اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے گویا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر بھی تھے اور ہم زلف بھی۔

۴...... امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کے بیٹے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کے داماد (یعنی حفصہ بنت عبد الرحمن کے شوہر) محمد بن ابی بکر کے ہم زلف (یعنی شہر بانو بنت یزد جرد کے شوہر) اور آپ کے نواسے مصعب بن زبیر کے سسر (یعنی سکینہ بنت حسین کے والد) تھے۔

۵...... آپ کے پوتے قاسم بن محمد، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے زین العابدین علی بن حسین کے خالہ زاد بھائی اور سمدھی، امام باقر محمد بن علی کے سسر امام جعفر صادق کے نانا تھے۔ جبکہ امام جعفر صادق کی نانی یعنی اسما بنت عبد الرحمن آپ کی پوتی تھیں، امام جعفر صادق آپ کے خصائص و فضائل کے علاوہ اس نسبی تعلق کی وجہ سے بھی آپ کا ذکر نہایت ادب و احترام سے کرتے تھے، خود ان کا قول ہے "ولدنی ابوبکر مرتین یعنی مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو بار جنا ہے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۲)

۶ .... آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً سوا دو سال بعد جمادی الاخریٰ کے آخر یا رجب کے شروع میں پیدا ہوئے، آپ مکہ مکرمہ کے نیک نام اور صاحب ثروت تاجر تھے، معاملہ فہمی، فراست و بصیرت اور قوت فیصلہ کے لحاظ سے نمایاں مقام رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی وابستگی اور مخلصانہ دوستی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے اپنے افراد خانہ کے بعد سب سے پہلے آپ کے سامنے دعوت ایمان پیش کی جسے آپ نے کسی غور و فکر یا دلیل و وضاحت طلبی کے بغیر فوراً ہی قبول کر لیا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ: ''میں نے جس کسی پر بھی اسلام پیش کیا وہ اسلام سے کچھ نہ کچھ جھجھکا، مگر ابوبکر، کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے میں ذرہ بھر کوئی توقف نہیں کیا'' (سیرہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از مولانا محمد ادریس کاندھلوی اشاعت ۱۹۸۳ء جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

۷ .... واقعہ معراج کی کفار مکہ کے سامنے کسی تحقیق کے بغیر بلا توقف مدلل تصدیق پر بارگاہ نبوت سے آپ کو ''صدیق'' کا لقب عطا کیا گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان کا نام ''صدیق'' رکھ دیا'' (تہذیب الاسماء و اللغات از امام نووی جلد ۲ صفحہ ۱۸۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوہ احد پر تشریف لے گئے، پہاڑ لرزنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں'' (بخاری ابواب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ)

۸ .... مطیعین سمیت انعام یافتہ پانچ گروہوں میں پہلا گروہ انبیاء کرام علیہم السلام کا اور دوسرا گروہ صدیقین کا ہے (پارہ ۵، رکوع ۶ سورہ النساء آیت ۷۵)

صدیقین وہ خوش نصیب افراد ہیں جن کی تصدیق حق کی پہچان کا ذریعہ ہوتی ہے اور ان کی فکری و عملی قوت نورِ نبوت سے پوری طرح منور اور ایمان و صداقت میں اس کا عکس ہوتی ہے، نبوت اور صدیقیت ایک دوسرے سے متصل ہیں، اگرچہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا مگر صدیقیت کا سلسلہ باقی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کا اختتام ہیں جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس امت میں صدیقیت کا آغاز ہیں، گویا کہ آپ نہ صرف تمام صدیقین کے سردار ہیں بلکہ سلسلۂ نبوت سے ان کے تعلق کا واسطہ بھی ہیں، دوسرے یہ کہ آپ ایسے اکیلے صدیق ہیں جنہیں صدیقیت کی اجتماعی یا گروہی سند کے ساتھ ساتھ صدیق کا شخصی لقب بھی حاصل ہے اس لئے آپ کو صدیق اکبر کہا جاتا ہے۔

۹ .... صدیق کے علاوہ آپ کا دوسرا لقب ''عتیق'' ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ایک دن آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انت عتیق اللّٰہ من النار یعنی تو اللہ تعالیٰ کی طرف

سے جہنم کی آگ سے آزاد کیا ہوا ہے پس اس دن سے آپ کا نام "عتیق" پڑ گیا" (مشکواہ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ الفصل الثانی)

۱۰ ...... آپ سے پہلے ایمان لانے والوں میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی یعنی تابع تھیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی دو بد نصیب بیویوں کو چھوڑ کر بحیثیت مجموعی انبیاء کرام علیہم السلام کی بیویاں اپنے شوہروں پر ایمان لائیں اگرچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خود طاہرہ تھیں۔ پاکیزہ فطرت، نورانی سیرت اور صاحب خلق عظیم شوہر کی تصدیق وحمایت سے محروم کیسے رہ سکتی تھیں۔ مگر ان کے سامنے اپنے چچازاد بھائی اور آسمانی کتابوں کے عالم ورقہ بن نوفل کی تصدیق بھی موجود تھی، حضرت زینب رضی اللہ عنہا (عمر دس سال)، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (عمر سات سال)، بیٹیاں تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ (عمر دس سال) نابالغ اور زیر کفالت تھے۔ بچوں میں عام طور پر بڑوں کی پیروی کا رحجان پایا جاتا ہے اس لئے ان کا ایمان مستقل حیثیت رکھنے کی بجائے بڑوں کے تابع ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ ان کے ایمان میں توقف کی کیفیت بھی پائی جاتی ہے وہ یوں کہ بعثت سے اگلے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ اللہ کا دین ہے یہی دین لے کر پیغمبر دنیا میں آئے۔ میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں کہ اسی کی عبادت کرو اور لات و عزیٰ کا انکار کرو" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا "یہ بالکل ایک نئی شے ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی جب تک میں اپنے باپ ابو طالب سے اس کا ذکر نہ کرلوں اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات شاق گذری کہ آپ کا راز کسی پر فاش ہو۔ اس لئے فرمایا: "اے علی! اگر تم اسلام نہیں قبول کرتے تو اس کا کسی سے مت ذکر کرو۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ ایک رات گذرنے نہ پائی کہ دل میں اسلام ڈال دیا گیا۔ جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو کچھ عرصہ تک ابو طالب سے مخفی رکھا۔ بعد ازاں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے (سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جلد ۱ ص ۱۵۵) جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام، زیر کفالت اور منہ بولے بیٹے تھے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلام یا آزاد کردہ غلام نہیں، آزاد تھے، تابع نہیں صاحب رائے اور خود مختار تھے، نابالغ نہیں بالغ وعاقل تھے، زیر کفالت نہیں مالدار اور صاحب شوکت ومرتبت تھے، ان کا ایمان کسی اثر، کفالت یا گھر کے بڑوں کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ مستقل، شعوری اور ارادی تھا جس کی وجہ سے دوسروں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل یعنی معجزہ ثابت ہو رہا تھا۔ اس لحاظ سے آپ کو ایمان لانے میں گھر سے باہر کے افراد پر زمانی جبکہ افراد خانہ پر مرتبی اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔

۱۱ ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا۔ ''لوگو بتاؤ! سب سے بہادر کون ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: ابوبکر، میں نے خود دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے پکڑ رکھا تھا اور کہہ رہے تھے، کیا تو نے ہی سارے معبودوں کو ایک بنا رکھا ہے، خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی قریب بھی نہیں گیا صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے ایک کو ادھر دھکا دیا دوسرے کو پکڑ کر کھینچا اور فرمایا تمہارا برا ہو (اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللّٰہ) کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے یہ فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ ریش مبارک تر ہو گئی، پھر فرمایا کہ میں قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آلِ فرعون کا مومن افضل تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ پھر خود ہی فرمایا: خدا کی قسم! ابوبکر کی ایک ساعت آلِ فرعون کے مومن کی زندگی سے افضل ہے (تفسیر مظہری اردو جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۲ پارہ ۲۴ سورہ المومن آیت ۲۸)

۱۲ ...... اولین ایمان لانے والوں میں دیگر افراد کا ایمان ان کی ذات تک محدود تھا جبکہ آپ کا ایمان متعدی تھا، آپ کی تحریک و ترغیب پر چند ہی دنوں میں عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور اس کے ساتھ ہی حلقہ ایمان بتدریج وسیع ہونا شروع ہو گیا۔ گویا کہ باقی افراد کا ایمان ان کی ذاتی فضیلت و سعادت کی نشان دہی کرتا ہے جبکہ آپ کا ایمان آپ کی ذاتی فضیلت کا عکاس بھی ہے دوسروں کے لئے ترغیب ایمان کا ذریعہ بھی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و صداقت کی دلیل بھی۔

۱۳ ...... صحابی اس خوش نصیب کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری دی ہو اور ایمان ہی کی حالت میں اس کا انتقال ہوا ہو، جس طرح نبوت غیر اختیاری ہے اسی طرح صحابیت بھی غیر اختیاری ہے۔ صحبت اقدس سے سب سے زیادہ مشرف صحابی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، صحابیت کتنا بڑا انعام ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کی زندگی ہی میں نہ صرف جنت کی خوش خبری دی ہے بلکہ اپنی رضا کی سند بھی عطا فرمائی ہے (مثلاً پارہ ۱۱، رکوع ۲، آیت ۱۰۰) اس لئے ان میں سے ہر ایک کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا ایسی عظیم نعمت ہے جو اہل جنت کو سب نعمتوں کے بعد دی جائے گی اور اس کے مقابلے میں انہیں جنت کی ساری نعمتیں حقیر معلوم ہوں گی، غزوہ احد میں ان میں سے جن افراد سے لغزش ہوئی ان کی معافی کا اعلان دوبارہ فرمایا گیا ایک بار خود ان سے خطاب کر کے (پارہ ۴، رکوع ۷ آیت ۱۵۲) دوسری بار دوسروں کے لئے خبر کے طور پر (ایضاً آیت ۱۵۵) تاکہ اس کے بعد کسی کے لئے ان کے بارے میں لب کشائی کی گنجائش باقی نہ رہے۔ نیز یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ بھی ان کو معاف فرما دیں ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں اور ان کا اعزاز مشاورت برقرار رکھیں (ایضاً

رکوع ۸، آیت ۱۵۹) بعد کے ایمان والوں کو قرآن مجید میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ ہمارے دلوں کو ہم سے پہلے والے اہل ایمان کے بارے میں غبار سے محفوظ فرما (پارہ ۲۸، رکوع ۴، آیت ۱۰) اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے اہدٔل ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، قرآن مجید میں ۸۸ مقامات پر یایہا الذین امنوا کی صورت میں اہل ایمان سے خطاب کیا گیا ہے، اس کے براہ راست اور اوّلین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، یہ مقدس حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور سیرت و کردار کے نہ صرف عینی شاہد ہیں بلکہ نور نبوت کو پوری طرح جذب کر کے بعد کی امت میں منتقل اور منعکس کرنے کا واحد ذریعہ بھی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "میرے صحابہ کو برا مت کہو، اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرو تو تمہارا ثواب ان کے ایک سیر تو کیا نصف سیر کے ثواب کے برابر بھی نہیں ہو سکتا" (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ رضی اللہ عنہم الفصل الاوّل) "میری امت میں سب سے بہتر میرے ہم عصر یعنی میرے صحابہ ہیں" (ایضاً) "تم میرے صحابہ کی تعظیم کرو یقیناً وہی تم میں سب سے بہتر ہیں" (ایضاً الفصل الثانی) "میرے بعد میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، انہیں اپنی غرض کا نشانہ مت بنا لینا پس ان سے محبت وہی کرے گا جسے مجھ سے محبت ہو گی اور ان سے نفرت وہی رکھے گا جو مجھ سے نفرت رکھتا ہو گا، جس نے انہیں ستایا گویا کہ اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کو ستایا" (ایضاً) "اے اللہ! تو میرے صحابہ کی بخشش فرما اور اس شخص کی بھی بخشش فرما جس نے (ایمان کی حالت میں) ان کو دیکھا ہو" (در السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ رضی اللہ عنہم از محمد بن علی شوکانی، مکتبہ سید احمد شہید لاہور صفحہ ۱۰۷ بحوالہ طبرانی) "جس نے اسلام کی حالت میں مجھے دیکھا یا اسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہے تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی" (مشکوٰہ باب مناقب الصحابہ رضی اللہ عنہم الفصل الثانی) "بے شک مجھے اللہ تعالیٰ نے چنا اور اسی ہی نے میرے لئے میرے اصحاب اور میرے سسرال کو چنا، عن قریب کچھ لوگ آئیں گے جو انہیں برا کہیں گے اور ان کا نقص بیان کریں گے پس (لا تجا لسوھم) تم نہ انہیں اپنے پاس بٹھانا نہ ان کے پاس بیٹھنا، (ولا تشار بوھم) نہ انہیں پلانا نہ ان سے پینا (ولا توٗ اکلوھم) نہ انہیں کھلانا نہ ان سے کھانا (ولا تنا کحوھم) نہ ان کے نکاح میں دینا اور نہ انہیں اپنے نکاح میں لینا" (در السحابہ صفحہ ۱۰۵ بحوالہ عقیلی) دعو الی اصحابی "یعنی تم میری خاطر ہی میرے صحابہ کو اپنے حال پر چھوڑ دو" (ایضاً بحوالہ مسند احمد) "پس جس نے میرے کسی ایک صحابی کو برا کہا پس اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت" (ایضاً صفحہ ۱۰۶ بحوالہ طبرانی) فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت (ایضاً صفحہ ۱۰۴ بحوالہ طبرانی و حاکم)

۱۴......مشہور و معلوم انبیاء کرام علیہم السلام میں سے یہ خصوصیت صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

حاصل ہے کہ ان کی مسلسل چار پشتیں یعنی خود، دو بیٹے (اسمعیل و اسحق) پوتے (یعقوب) اور پڑپوتے (یوسف، علیہم السلام) نبی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے واحد صحابی ہیں جن کی چار پشتیں (۱) یعنی ان کے والدین (ابو قحافہ عثمان بن عامر اور ام الخیر سلمی بنت صخر) (۲) خود اور ان کی ازواج میں سے تین (یعنی ام رومان، زینب، اسما بنت عمیس، حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری) (۳) ان کی اولاد میں تینوں بیٹے عبدالرحمن، عبداللہ، محمد (یہ تیسرے بیٹے حجۃ الوداع کے لئے جاتے ہوئے ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے) تین بیٹیوں میں سے دو بیٹیاں اسماء، عائشہ (تیسری بیٹی ام کلثوم والد کے انتقال کے بعد پیدا ہوئی) (۴) آپ کے نواسے عبداللہ بن زبیر (جنھیں مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے کا شرف حاصل ہے، یہودیوں نے یہ دعویٰ کر رکھا تھا کہ ہم نے جادو کر کے مسلمانوں کے ہاں اولاد کا سلسلہ بند کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا دعویٰ ان کی پیدائش کی صورت میں باطل فرما دیا) اور آپ کے پوتے ابو عتیق محمد بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہم صحابی ہیں (آپ کا بھائی کوئی نہیں تھا البتہ دو بہنیں ام فروہ اور قریبہ رضی اللہ عنہا تھیں یہ دونوں بھی شرف صحابیت سے سرفراز ہوئیں۔)

۱۶---جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرت کی، اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال اور جان سے جہاد کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں آٹھ انعامات کی خوش خبری دی ہے، اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے، دوسرے یہ کہ وہ پوری طرح کامیاب ہونے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامیابی جہنم سے نجات پا کر جنت میں داخل ہو جانا ہے (پارہ ۴، رکوع ۱۰، آیت ۱۷۵) تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی اور انعامی رحمت کے مستحق ہیں یعنی ایسی رحمت جس سے انسان دنیا کی زندگی میں ہدایت پر ثابت قدم رہتا ہے اور آخرت میں فلاح پاتا ہے، چوتھے یہ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے، پانچویں یہ کہ ان کے لئے جنت ہے، چھٹے یہ کہ اس جنت کی نعمتیں دائمی ہوں گی، ساتویں یہ کہ خود ان اہل جنت کو دوام حاصل ہوگا، آٹھویں یہ کہ اللہ کے پاس ان کا ایسا اجر ہے جس میں کمی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا (پارہ ۱۰، رکوع ۹، آیت ۲۰، ۲۱، ۲۲)

سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات اور ان کے لئے انعامات بیان کر کے دوسروں کو ان کی پیروی کی ترغیب دی جا رہی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ جملہ انعامات کامل ترین صورت میں حاصل ہیں۔ کیونکہ وہ نہ صرف صحابی تھے بلکہ ان صفات میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نمایاں فوقیت رکھتے تھے۔ وہ یوں کہ شعوری اور غیر تابع ایمان لانے والوں میں آپ کو اوّلیت حاصل ہے، ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہیں۔ آپ کی ہجرت کا ذکر قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ساتھ کیا گیا ہے جو قیامت تک تلاوت کیا جاتا رہے گا (جس طرح آپ کی بیٹی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاک دامنی قیامت تک تلاوت کی

جاتی رہے گی) جس وقت آپ اسلام لائے، آپ کے پاس دیگر مال کے علاوہ چالیس ہزار درہم نقد تھے۔ ان میں سے پینتیس ہزار درہم مکہ مکرمہ ہی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرڈالے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سمیت ایمان لانے والے ان سات مرد عورتوں کو جو غلامی کی وجہ سے انتہائی ظلم و ستم کا شکار تھے منہ مانگی قیمت پر خرید کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح و تحسین میں سورہ الیل (پارہ نمبر ۳۰) نازل کی اور انہیں اتقیٰ (سب سے بڑا متقی) کا خطاب عطا فرمایا جبکہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقکم (پارہ ۲۶، رکوع ۱۴ سورہ الحجرات، آیت ۱۳) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں اتقیٰ ہو گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ عزت والے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ظاہر ہے کہ اس صورت میں ان کی موجودگی میں خلافت کا مستحق ان کے سوا اور کون ہوسکتا ہے؟ نیز اس سورت کے آخر میں آپ کو آخرت میں راضی ہو جانے کی خوشخبری اسی طرح دی گئی ہے جس طرح سورۃ والضحیٰ (پارہ نمبر ۳۰) میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے۔

۱۶...... آپ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی پہلی تعمیر کے لئے زمین کی قیمت ادا کی، ۹ھ میں غزوہ تبوک کے موقع پر اپنا کل اثاثہ خدمت اقدس میں پیش کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے کثیر مال کا نصف پیش کیا، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گھر میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی ان دونوں پر ایمان) کو باقی چھوڑ آیا ہوں، جس پر میں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے جان لیا کہ میں کسی معاملے میں بھی ان سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا (مشکواۃ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ الفصل الثانی)

۱۷......... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے، انہوں نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی، مجھے ہجرت کے لئے سواری فراہم کی اور اپنے مال سے بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کرایا (تفسیر قرطبی جلد ۲۰ صفحہ ۸۹ سورہ الیل)

۱۸........ آپ تمام غزوات میں شریک رہے۔ غزوۂ احد میں ثابت قدم رہنے والوں میں تھے (سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۲۰۷) بیعت رضوان میں شریک تھے، صلح نامہ حدیبیہ پر مسلمانوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد آپ کا مبارک نام لکھا گیا (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱ صفحہ ۷۵۳) جو آپ کی خلافت بلافصل کا ایک اہم اشارہ ہے۔

۱۹........... قرآن مجید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیشگی یہ خبر دے دی گئی کہ کچھ لوگ مرتد ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں ایسی جماعت کو کھڑا کریں گے جو اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہوں گے

اور محبوب بھی، ایمان والوں کے حق میں نرم اور کافروں کے مقابلے میں سخت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھرپور جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے (پارہ ۶، رکوع ۱۲، آیت ۵۴) یہ فتنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوا، اہل مشاورت کا رجحان یہ تھا کہ حالات کے تقاضوں کی وجہ سے سردست قتال سے اجتناب کیا جائے مگر آپ نے فرمایا: **اقاتلهم وحدي ولو خالفتني يميني لقاتلتها بشمالي** یعنی میں ان سے اکیلا ہی قتال کروں گا اور اگر میرا دایاں ہاتھ میری مخالفت کرے گا تو میں بائیں ہاتھ سے خود اس کے خلاف قتال کروں گا (تفسیر روح المعانی پارہ ۵ آیت ۸۴) آپ کے عزم صمیم پر تمام حضرات جہاد کے لئے تیار ہو گئے، اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ اس جہاد میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی اور ان کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، دوسرے یہ کہ اس جماعت کی ایک خصوصیت ایمان والوں کے حق میں نرمی بیان کی گئی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے (مشکوٰۃ باب مناقب العشرہ رضی اللہ عنہم الفصل الثانی)، تیسرے یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل بھی تھی اور برحق بھی کیونکہ یہ قرآنی پیشین گوئی ان کے دور خلافت میں پوری ہوئی۔

۲۰........ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلایا اور انہیں تسلی دی کہ کافر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غارِ ثور کی طرف تشریف لے گئے اور یہ رفاقت خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین سے دریافت فرمایا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ جبرائیل امین نے کہا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (سیرۃ المصطفیٰ جلد ۱ صفحہ ۳۵۸)

باقی آئندہ

چوبیسویں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ ۱۰ محرم ۱۴۱۹ھ دار بنی ہاشم ملتان

آڈیو اور ویڈیو کیسٹ بذریعہ ڈاک وی پی یا بالمشافہ طلب فرمائیں

خطباء: قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری، ابن امیر شریعت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، مولانا محمد مغیرہ، سید محمد کفیل بخاری، علامہ محمد یعقوب خان

قیمت آڈیو کیسٹ مکمل تین عدد=/125 روپے، ویڈیو کیسٹ=/225 روپے،

صدائے احرار، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان PC60000 فون: 061-511961